

کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جنت اور دوزخ میں کوئی تمیز قائم نہیں رکھی۔ وہ نہ اس امر کے قائل ہیں کہ عبادت کے لیے انعام کا لالچ ہو، نہ یہ پسند کرتے ہیں کہ انہیں ڈرا کر بندگی پر آمادہ کیا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دونوں چیزیں خلوص کے منافی ہیں، لہذا دونوں کو ایک درجے میں رکھ دیا۔ مقصود حقیقی بہشت و دوزخ کی بحث نہیں، مقصود صرف خلوص فی العبادت ہے۔ یہ مضمون میرزا نے مختلف اشعار میں بہ انداز مختلف پیش کیا ہے مثلاً:

طاقت میں تار ہے نہ مے و انگیس کی لاگ  
دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کو بہشت کو  
معمور مکانات بہ غلہ و سقر آویخت  
مشتاقی عطا شعلہ زگل باز نہ دانست

۸۔ شرح : مجھے وہ چیز دے دیجیے، جسے کھا کر پانی مانگنے کی بھی نوبت نہ آئے اور مریجاؤں نہ مجھے زہر کی ضرورت ہے کئے کھاؤں۔ بدن تشنگی، سے پھٹکنے لگے، پانی مانگوں اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دوں۔ نہ میں آبِ حیات کا خواہاں ہوں کہ پیوں اور غمِ عشق کے ساتھ ہمیشہ کے لیے دردِ بھری زندگی بسر کروں۔

۹۔ شرح : اے غالب ! یہ غزل مجھ سے علاء الدین احمد خاں علائی نے بہ اصرار لکھوائی۔ پہلے ہی سنج بڑھانے والے ظالم خاصی تعداد میں موجود تھے، ان میں ایک اور بہ، ضافہ قبول کرد۔



آپ نے ”مسنی الضّر“ کہا ہے تو سہی  
یہ بھی اے حضرت ایوب ! گلا ہے تو سہی  
رنجِ طاقت سے سوا ہو، تو نہ پیٹوں کیوں سر  
ذہن میں خوبی تسلیم و رضا ہے تو سہی  
تمہید :-  
مجھے اس غزل کا علم  
سب سے پہلے  
مولانا ابوالکلام آزاد  
مرحوم و مغفور کے